مولانا ظفر علی خاں اور قادیانی فتنہ

عبدالرشید عراقی

مولانا ظفر علی خاں جیسی باکمال شخصیت کسی قوم میں اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب قدرت ایزدی کو اس کی سربلندی مقصود ہو۔ قدرت نے مولانا کی ذات میں ہزاروں ولولے اور ہزاروں معرکہ آرائیاں جمع کر دی تھیں۔ آپ اپنے دور کے بلند پایہ خطیب و مقرر، ادیب و دانشور، مبصر و نقاد، انگریزی سے اردو، اردو سے انگریزی کے اعلیٰ مترجم، صحافی و مصنف اور شاعر و سیاستدان تھے۔ اور ان سب میدانوں میں وہ امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ انہوں نے ساری زندگی مصلحت اندیشی کو اپنا مسلک نہیں بنایا۔ بلکہ حق گوئی و بے باکی کو اپنا شعار بنایا۔ خود ان ہی کا ایک شعر ان پر صادق آتا ہے:

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہ مصلحت بین سے وہ رندباد خوار اچھا

مولانا ظفر علی خاں کو قدرت نے علم و فضل میں اعلیٰ مقام عطا کیا تھا۔ وہ عربی، فارسی انگریزی اور اردو زبانوں میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ

مولانا ظفر علی خاں اگر عربی ادبیات پر قلم اٹھاتے تو حریری و ہمدانی ہوتے۔ فارسی میں لکھتے۔ تو ابوالفضل اور فیضی ان کی نگارشات پر سر دھنتے۔ انگریزی میں طبع آزمائی کرتے تو اڈیسن اور میکالے سے کم رتبہ نہ پاتے۔ لیکن انہوں نے اظہار خیال کا ذریعہ ایسی زبان کو ٹھہرایا۔ جس میں داد سے زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم حالی مرحوم نے ان کی قوت تاثیر کو ان الفاظ میں تسلیم کر رکھا ہے

ڈالا تیری پکار نے غل
جی اٹھے وہ مردے جو تھے بے جان

مولانا ظفر علی خاں منفرد حیثیت کے شاعر تھے۔ بدیعہ گوئی میں ان کا کوئی شاعر مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، ان کے اشعار کے دلآویزی، لسانی پاکیزگی پڑھنے والے کو مسور کر دیتی ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں کہ

اردو کے تین قادر الکلام شاعروں (محمد رفیع سودا، اکبر الہ آبادی، ظفر علی خاں) میں سے ایک تھے۔

مولانا ظفر علی خاں کو سرکار دو عالم ﷺ سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی، ان کے نعتیہ کلام سے ان کے جذبہ عشق رسول ﷺ اور اس کے ساتھ اسلام اور اسلامی روایات سے والہانہ عقیدت ان کی زندگی کا

اولین مقصد تھا۔ مولانا کا اپنا ایک شعر ہے۔

خدا کی حمد پیغمبر کی نعت 'اسلام کے قصے
میرے مضمون ہیں' جب سے شعر کہنے کا خیال آیا

قادیانی فتنہ:۔

برصغیر میں جب قادیانی فتنہ نے جنم لیا تو علمائے کرام نے اس کا سخت نوٹس لیا۔ اور یہ فتنہ برطانوی سامراج نے پیدا کیا۔ اس فتنہ کی سرکوبی اور اس کا قلع قمع کرنے کے لیے علمائے کرام میں تین اشخاص میدان میں آئے۔

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (تاریخ وفات: 15 مارچ 1948ء)

نامور خطیب مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری (تاریخ وفات: اگست 1961ء)

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خاں (تاریخ وفات: 27 نومبر 1954ء)

مولانا ظفر علی خاں نے ساری زندگی قادیانی فتنہ کی مخالفت کی اور تحریر و تقریر کے ذریعہ اس فرقہ ضالہ کو بیخ بن سے اکھاڑنے میں مصروف رہے۔ مولانا نے اس فتنہ کے خلاف شعروں کا ایک مجموعہ ''ارمغان قادیان'' کے نام سے شائع کیا۔ جس کے پہلے دو شعر ہیں

تم کو گر منظور ہے سیر جہان قادیاں
اے مسلمانو! خریدو ارمغان قادیاں
جی کو بہلاؤ گے کیونکر نہ لو گے یہ کتاب
کیونکہ مٹ جانے کو ہے نام ونشان قادیاں

مولانا ظفر علی خاں نے اپنے اشعار میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قادیانی فتنہ کی تردید میں ان کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیا ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں مولانا ظفر علی خاں فرماتے ہیں۔

خدا سمجھائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بارے میں مولانا ظفر علی خاں فرماتے ہیں

مرزائیوں کے ہوش لگے ہونے ففرو
جس وقت بخاری نے لیا ہاتھ میں ڈنڈا

مولانا ظفر علی خاں آئے دن اپنے اخبار زمیندار میں قادیانی فتنہ کی تردید میں نظم و نثر کے ذریعہ خبر لیتے رہتے

تھے۔انگریز حکومت جس نے یہ فرقہ ضالہ پیدا کیا تھا۔مولانا ظفر علی خاں کو تنگ کرتی رہتی تھی کبھی زمیندار کی ضمانت ضبط کر لی۔کبھی کسی تحریر یا نظم کو قانون کی خلاف ورزی قرار دے کر مولانا پر مقدمہ قائم کر دیا۔اور فیصلہ میں مولانا کو مجرم قرار دے کر جیل میں بند کر دیا۔حق گوئی اور بے باکی میں مولانا ظفر علی خاں اپنی مثال آپ تھے۔اور اس وصف میں برصغیر میں ان کی شہرت بہت زیادہ تھی۔گورنر پنجاب سر مائیکل اڈوائز مولانا کی حق گوئی' جرات اور بے باکی سے بہت خائف تھا۔

اس نے ایک دفعہ کہا تھا کہ

ظفر علی خان نے میری نیندیں حرام کردی ہیں
یہ شخص اپنی ماں کے پیٹ سے قلم دوات لے کر پیدا ہوا ہے

مارچ 1933ء میں مولانا ظفر علی خاں نے قادیانیت کی تردید میں اور برصغیر کے مسلمانوں کو اس فرقہ ضالہ کے عزائم سے آگاہ کرنے کے لیے ایک تنظیم بنام "مجلس دعوت وارشاد" قائم کی۔اور اس کا ایک اجلاس "جامع مسجد مبارک اہل حدیث اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور" میں بلایا۔جس میں ہر مسلک کے علماء کو شرکت کی دعوت دی۔اس اجلاس میں جن علمائے کرام نے شرکت کی: ان میں

مولانا احمد علی امیر انجمن خدام الدین لاہور، مولانا محمد بخش مسلم بی اے، مولانا حبیب اللہ، مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالحنان اور خان احمد یار خان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

انگریزی حکومت یہ کب برداشت کر سکتی تھی۔اُس نے ان سب حضرات کو مع مولانا ظفر علی خاں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔اور ان پر ایک مقدمہ قائم کر دیا۔17 مارچ 1933ء کو اخبار زمیندار لاہور میں جو رپورٹ شائع ہوئی، وہ حسب ذیل ہے۔

مجاہدین دین حق مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبدالحنان' مولانا لال حسین اختر، خان احمد یار خاں جیل میں پرستاران رب کعبہ کو متنبی قادیان اور اس کی امت کے دجل وآزار سے بچانے کی سزا میں ایک منٹ کے کروڑوں حصہ کے لیے اعلان حق سے باز رہنے کو تیار نہیں۔

میں قانون محمدی کا پابند ہوں۔جیل کے در و دیوار بھی یہی صدا دیں گے کہ میرزا دجال ہے۔

اعلائے کلمہ حق سے باز رہنے اور نیک چلنی کی ضمانت دینے سے صاف انکار۔

کمرہ عدالت میں مولانا ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیاں اور مولانا سید داؤد غزنوی بھی موجود تھے مولانا احمد علی مرحوم، مولانا محمد بخش مسلم اور مولانا حبیب اللہ نے ضمانت داخل کرا دی مگر دوسرے چاروں حضرات نے انکار کر دیا۔اور یوں مولانا ظفر علی خاں اور ان کے رفقاء سب سے اول مرزائیت کے خلاف نذر

زنداں ہوئے۔(مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی گرفتاری 22 جون 1933ء کو اس کے بعد عمل میں آئی)

عدالت میں مولانا ظفر علی خان کا بیان:۔

میں عدالت سے درخواست کروں گا: کہ اس مقدمہ کا جلد از جلد فیصلہ کیا جائے تا کہ عدالت کا وقت ضائع نہ ہو، البتہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں مرزائیوں کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچے گا۔ البتہ ہم یہ حق محفوظ رکھتے ہیں، کہ مرزا غلام احمد کو ایک بار نہیں ہزار بار دجال کہیں گے جس نے آنحضور ﷺ کی ختم المرسلینی میں اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ دیا۔ ناموس رسالت ﷺ پر کھلم کھلا حملہ کیا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر رسالت ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ جو شخص اسے نہ مانے وہ دجال ہے، میں اپنے عقیدہ کے اعلان سے ایک منٹ یا ایک منٹ کے کروڑویں حصہ کے لیے بھی دستکش ہونے کو تیار نہیں۔

عدالت نے جواب دیا۔

میں قانون کا پابند ہوں، یہ ضمانت عارضی ہے

دوران مقدمہ آپ کو حق حاصل ہے۔ اسے منسوخ کردیں

مولانا نے مخصوص انداز میں فرمایا۔

آپ انگریزی قانون کے پابند ہیں۔ میں محمدی قانون کا پابند اس حق آزادی کے پیش نظر میں ایسی ضمانت پر جو تحریر و تقریر پر پابندی عائد کرے۔ جیل کو ترجیح دیتا ہوں۔

یہ اصول کا سوال ہے۔

مزید فرمایا ہے کہ

میں مسلمان ہوں اور مرزا نذکور کو دجال کہنا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں۔ جیل کے در و دیوار یہی صدا سنیں گے۔ کہ مرزا دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا۔

ارمغان قادیاں میں مولانا ظفر علی خاں کی ایک نظم ہے جس کا عنوان ہے "قادیانیت" جو گیارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کے پہلے تین اشعار درج ذیل ہیں۔

پکڑ فولاد سے بھی میری سخت
میرا سینہ ہے چکلا اور چوڑا
غلام احمد میرا لوہا گیا مان
اٹھایا میں نے جب دین کا ہتھوڑا
ہر ایک میدان سے بھاگے قادیانی
کہ ان کا پیشوا بھی تھا بھگوڑا